استحصالی ٹیکس کا خاتمہ۔۔ایک زکوٰۃ پر مبنی نظام انصاف کے لیے اقتصادی ترقی،اور سب کے لیے فلاح

تعارف:

معاشی عدم مساوات، غربت اور سماجی ناانصافی جدید دنیا کو درپیش سب سے اہم مسائل میں سے ایک ہے۔ جب کہ ریاستوں کی جانب سے طویل عرصے سے ٹیکس لگانے کو عوامی خدمات کو فنڈ دینے اور دولت کی دوبارہ تقسیم کے طریقہ کار کے طور پر استعمال کیا جاتا رہا ہے، بہت سے عصری ٹیکس نظام تیزی سے پیچیدہ، رجعت پسند اور استحصالی بن چکے ہیں۔ بھاری بالواسطہ ٹیکس، متوسط اور نچلے طبقے پر غیر متناسب بوجھ، کارپوریٹ ٹیکس سے بچنا اور عوامی فنڈز کی غیر مؤثر تقسیم نے موجودہ مالیاتی ڈھانچے میں بڑے پیمانے پر عدم اطمینان کو ہوا دی ہے۔ اس تناظر میں، اخلاقی، سماجی اور معاشی اصولوں سے جڑے متبادل معاشی نظاموں پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے۔

ایسا ہی ایک نقطہ زکوٰۃ پر مبنی معاشی نظام ہے، جو اسلامی معاشی فکر سے ماخوذ ہے۔ زکوٰۃ صرف ایک مذہبی فریضہ نہیں ہے بلکہ ایک جامع سماجی و اقتصادی ادارہ ہے جو انصاف کو فروغ دینے، عدم مساوات کو کم کرنے، دولت کے پیداواری استعمال کی حوصلہ افزائی کرنے اور سماجی بہبود کو یقینی بنانے کے لیے بنایا گیا ہے۔ استحصالی ٹیکس کے برعکس، زکوٰۃ اخلاقی احتساب، دولت کی گردش اور اجتماعی ذمہ داری پر زور دیتی ہے۔ یہ مضمون اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ کس طرح زکوٰۃ اخلاقی بنیادوں پر قائم نظام کے طور پر استحصالی ٹیکسوں کے متبادل کے طور پر کام کر سکتا ہے، پائیدار اقتصادی ترقی اور سب کے لیے فلاح و بہبود کو فروغ دے سکتا ہے۔

موجودہ ٹیکسوں کے مسائل

1:استحصالی ٹیکس کا مسئلہ:

ٹیکس کے جدید نظام اکثر مساوات کو فروغ دینے کا دعوی کرتے ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے وہ عملی طور پر اکثر عدم مساوات بڑھاتے ہیں۔ کئی ساختی مسائل اس مسئلے میں حصہ ڈالتے ہیں۔

2:رجعتی ٹیکس کا بوجھ:

بالواسطہ ٹیکس جیسے سیلز ٹیکس. ویلیوایڈڈ ٹیکس اور ایندھن کے ٹیکس غیر متناسب طور پر کم آمدنی والے گروہوں کو متاثر کرتے ہیں، جو اپنی آمدنی کا بڑا حصہ بنیادی ضروریات پر خرچ کرتے ہیں۔ جیسے روٹی، کپڑا، رہائش، بجلی اور گیس کے بل وغیرہ اگرچہ امیر قانونی حامیوں کے ذریعے ٹیکسوں سے بچ جاتے ہیں۔ لیکن غریب سب سے زیادہ بوجھ برداشت کرتے ہیں۔

3:دولت کا ارتکاز:

بہت سے ممالک، میں زیادہ ٹیکس لگانے کے باوجود دولت ایک چھوٹی اشرافیہ کے ہاتھوں میں مرکوز ہو رہی ہے۔ ٹیکس کی پالیسیاں اکثر قیاس آرائی پر مبنی دولت، بے کار اثاثوں اور مالی ذخیرہ اندوزی کو حل کرنے میں ناکام رہتی ہیں۔ جس سے معاشی تفاوت یعنی معاشرے میں لوگوں کے درمیان آمدنی، دولت وسائل اور مواقع کی غیر مساوی تقسیم ہے۔ تعلیم میں عدم مساوات، بے روزگاری، وسائل پر چند لوگوں کا کنٹرول ہے۔

4:اخلاقی احتساب کا فقدان:

موجودہ دور کے زیادہ تر ٹیکس نظام لوگوں کے بے ضمیر اور اخلاقی ذمہ داری پر کم اور قانون، جرمانے اور سزا پر زیادہ انحصار کرتے ہیں لوگ ٹیکس قانون اور سزا کے خوف سے ادا کرتے ہیں نہ کہ اسے اخلاقی ذمہ داری سمجھ کر۔ اس کے نتائج درج ذیل ہیں:

- لوگ ٹیکس چوری کرتے ہیں
- قانونی راستوں سے ٹیکس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔
- حساب کتاب اور آمدنی میں ہیرا پھیری کرتے ہیں۔

ان عوامل سے ریاست اور عوام کے درمیان اعتماد کمزور ہو جاتا ہے۔ ہمیں ایسے ٹیکس نظام کی ضرورت ہے جو صرف ٹیکس اکٹھا نہ کرے۔ بلکہ انصاف، شفافیت اور سماجی ذمہ داری کو بھی بنیاد بنائے تاکہ عوام اور ریاست کے درمیان اعتماد بحال ہو سکے۔

نظام ٹیکس بہتر کرنے کے طریقے:

ٹیکس کا بہتر نظام کسی بھی ملک کی ترقی کے لیے بنیادی اہمیت رکھتا ہے، کیونکہ یہ عوامی خدمات جیسے تعلیم، صحت، سڑکوں اور سماجی تحفظ کے لیے فنڈز فراہم کرتا ہے۔ ایک مؤثر ٹیکس نظام نہ صرف حکومت کی آمدنی میں اضافہ کرتا ہے بلکہ اقتصادی ترقی اور شہری اعتماد کو بھی فروغ دیتا ہے۔ ٹیکس کے نظام کو کو بہتر بنانے کے لیے چند آسان اور اہم اقدامات اور اصولوں پر عمل کر کے اچھا نظام ٹیکس بنایا جا سکتا ہے جو درج ذیل ہیں:

1:منصفانہ نظام ٹیکس:

ٹیکس کا منصفانہ نظام اس بات کو یقینی بناتا ہے۔ کہ ہر شخص کو اپنی مالی استطاعت کے مطابق ٹیکس ادا کرنا چاہیے۔ زیادہ آمدنی والے افراد زیادہ اور کم آمدنی والے افراد کم ٹیکس ادا کریں۔ حکومت ترقی پسند انکم ٹیکس نافذ کر کے اور بالواسطہ ٹیکسوں پر انحصار کر کے اپنے اس مقصد کو حاصل کر سکتی ہے۔ اس کے

علاوہ ٹیکس چھپانے یا بچنے کے طریقے بند کرنا بھی ضروری ہے، تاکہ امیر اور بڑی کمپنیاں اپنا منصفانہ حصہ ادا کریں۔ منصفانہ نظام شہریوں کا اعتماد بڑھاتا ہے اور ٹیکس کی تعمیل میں اضافہ کرتا ہے۔

2: اصول سادگی:

ٹیکس کا عمل سادہ اور آسان ہونا چاہیے پیچیدہ قوانین اور شہریوں کو الجھا دیتے ہیں اور غلطیوں یا چوری کا خطرہ بڑھاتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ جو دیہاتوں کے رہائشی ہیں، اور ناخواندگی کی وجہ سے انھیں اس پیچیدہ ٹیکس نظام کی سمجھ نہیں آتی ہے انھیں پہلے سے بھرے ہوئے فارم فراہم کیے جائیں اور اور واضح رہنمائی دی جائے اسی طرح ڈیجیٹل ٹولز جیسے آن لائن فائلنگ اور ادائیگی کے پلیٹ فارم وقت بچاتے ہیں اور غلطیوں کو کم کرتے ہیں۔ آسان اور شفاف عمل سے سے لوگ بروقت ٹیکس ادا کرتے ہیں، جس سے حکومتی آمدنی میں اضافہ ہوتا ہے۔

3: ٹیکس کی چوری کم کرنا:

بہت سے ممالک میں ٹیکس چوری ایک بڑا مسئلہ ہے، جو حکومت کی خدمات فراہم کرنے کی صلاحیت کو کمزور کر رہا ہے، اور تعمیل کے مضبوط اقدامات کی ضرورت ہے۔ آمدنی اور لین دین کی نگرانی کے لیے ٹیکس نظام کو بینکوں اور کاروباری رجسٹریوں سے جوڑنا چاہیے بڑے چوروں کو سخت سزا دی جائے جبکہ چھوٹے ٹیکس دہندگان کو تعلیم اور مدد فراہم کی جائے جس سے ایمانداری اور ذمہ داری کا کلچر قائم ہوتا ہے۔

4: اقتصادی ترقی کی حوصلہ افزائی

ٹیکس کے نظام سے معیشت کو سست نہیں ہونا چاہیے، اسے سرمایہ کاری ملازمتوں کی حوصلہ افزائی کے لیے ٹیکس میں مراعات دی جانی چاہیے کاروبار کے لیے کم ٹیکس اور ٹیکنالوجی یا مینوفیکچرنگ جیسے شعبوں میں خصوصی مراعات کاروبار بڑھانے اور ملازمتیں پیدا کرنے میں مدد فراہم کرتی ہیں۔ یہ ٹیکس کی مجموعی آمدنی میں بھی اضافہ کرتی ہیں۔

5: شفافیت اور عوامی اعتماد بڑھانا:

اسی طرح لوگوں میں اعتماد بڑھانا بھی ضروری ہے کہ جب لوگ دیکھیں کہ ٹیکس کا پیسہ کیسے خرچ ہو رہا ہے تو وہ اسے اخلاقی عمل سمجھ کر ادا کریں۔ حکومت کو واضح رپورٹس، پبلک ڈیش بورڈز اور ٹیکنالوجی کے ذریعے ٹیکس سے متعلقہ تمام خدمات کے لیے ون اسٹاپ پورٹل فراہم کرنے چاہیں۔ بدعنوانی کے خلاف اقدامات اور شہریوں کی شراکت سے ٹیکس نظام میں اعتماد مضبوط ہوتا ہے۔

زکوۃ بطور معاشی ادارہ:

زکوۃ اسلام کا ایک بنیادی ستون ہے جو صرف عبادت نہیں بلکہ ایک معاشی نظام بھی ہے۔عام طور پر لوگ اسے صرف غریبوں کو دی جانے والی خیرات سمجھتے ہیں لیکن حقیقت میں زکوۃ ایک باقاعدہ معاشی نظام ہے جو دولت کی منصفانہ تقسیم کے لیے بنایا گیا ہے۔زکوۃ ایک مقررہ اصول کے تحت لی جاتی ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس ایک خاص مقدار سے زیادہ دولت ہو جسے نصاب کہتے ہیں تو اس پر 2.5 فیصد زکوۃ لازم ہوتی ہے کیونکہ یہ شرح پہلے سے طے شدہ ہوتی ہے۔ ہر صاحب استطاعت شخص یکساں اصول کے تحت زکوۃ ادا کرتا ہے۔زکوۃ آمدنی پر نہیں بلکہ جمع شدہ یا زائد دولت پر فرض ہوتی ہے۔ زکوۃ صرف اُس دولت پر ہوتی ہے جو استعمال میں نہ ہو اس سے معاشرے میں دولت کی گردش ہوتی ہے اور غریب اور مستحق لوگوں تک پہنچتی ہے جس سے معیشت بہتر ہوتی ہے۔زکوۃ کی تقسیم بھی بے ترتیب نہیں ہے قرآن نے واضح طور پر بتایا ہے کہ زکوۃ کن لوگوں کو دی جا سکتی ہے۔ان میں غریب، نادار، مقروض لوگ اور وہ افراد بھی شامل ہیں جو معاشرے کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتے ہیں۔زکوۃ کا بنیادی مقصد دولت کو پاک کرنا، دولت کی گردش اور دولت کے ذخیرہ کرنے کی حوصلہ شکنی کرنا ہے۔اس نظام کے ذریعے امیر اور غریب کے درمیان فرق کم ہوتا ہے اور معاشرے میں توازن پیدا ہوتا ہے۔

1: معاشی انصاف:

زکوۃ پر مبنی نظام کا بنیادی مقصد معاشرے میں انصاف قائم کرنا ہے۔زکوۃ کے ذریعے امیر لوگ اپنے مال کا حصہ غریبوں اور ضرورت مندوں کو دیتے ہیں۔ اس سے دولت چند ہاتھوں میں جمع نہیں رہتی۔ بلکہ پورے معاشرے میں گردش کرتی ہے۔جب غریبوں کی ضروریات پوری ہوتی ہیں تو احساس محرومی کم ہوتا ہے۔اور معاشرے میں بھائی چارہ بڑھتا ہے۔

2: فلاح عامہ:

زکوۃ کا نظام فلاح عامہ کو فروغ دیتا ہے۔اس سے یتیموں، بیواؤں، مریضوں اور بے روزگار افراد کی مدد ہوتی ہے۔ایک ایسا معاشرہ بنتا ہے، جہاں ہر فرد کی بنیادی ضروریات کا خیال رکھا جاتا ہے جو ایک خوشحال اور متوازن معاشرے کی بنیاد ہے۔

نتیجہ:

موجودہ دور کا ٹیکس نظام معاشی انصاف قائم کرنے میں بڑی حد تک ناکام ثابت ہوا ہے۔ یہ نظام زیادہ تر غریب اور متوسط طبقے پر بوجھ ڈالتا ہے جبکہ امیر طبقہ مختلف ذرائع سے ٹیکس سے بچ نکلتا ہے۔اس کے نتیجے میں معاشرے میں دولت کی غیر منصفانہ تقسیم بڑھتی ہے۔ غربت میں اضافہ ہوتا ہے اور لوگوں کا ریاست پر اعتماد کمزور ہو جاتا ہے۔ایسے حالات میں زکوۃ پر مبنی معاشی نظام ایک بہتر اور منصفانہ متبادل نظام فراہم کرتا ہے۔زکوۃ کا نظام صرف زائد

اور جمع شدہ دولت پر لاگو ہوتا ہے نہ کہ روزمرہ کی ضروریات یا محنت کی کمائی پر۔ اس سے غریب طبقہ محفوظ رہتا ہے۔ اور امیر افراد کو اپنی دولت معاشرے کی بھلائی کے لیے استعمال کرنے کی ترغیب ملتی ہے۔ زکوٰۃ دولت کے ذخیرہ کرنے کی حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ اور سرمایہ کاری، روزگار اور معاشی سرگرمیوں کو فروغ دیتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زکوۃ غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرتی ہے۔ اگر زکوۃ کو جدید تقاضوں کے مطابق منظم، شفاف اور دیانت داری کے ساتھ نافذ کیا جائے تو یہ نہ صرف استحصالی ٹیکس نظام کا خاتمہ کر سکتی ہے، بلکہ ایک منصفانہ متوازن اور فلاحی معاشرے کی بنیاد بھی رکھ سکتی ہے۔